حرف آغاز

ہم جنسیت۔فطرت سے بغاوت

——————— محمد رضی الاسلام ندوی

موجودہ دور میں جن منحرف جنسی رویّوں کو عالمی سطح پر شہرت ملی ہے، بلکہ ایک گہری سازش کے تحت ان کو ہوا دی گئی ہے اور مختلف حیلوں بہانوں سے ان کے حق میں فضا ہموار کرنے اور قانونی طور پر ان کا جواز فراہم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، ان میں سے ایک گھناؤنا اور قابلِ نفرت رویّہ وہ ہے، جسے Homosexuality کا نام دیا گیا ہے۔ یہ اصلاً دو الفاظ سے مرکب ہے۔ Homo قدیم یونانی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ہیں Same (یکساں)، جب کہ لفظ Sexus کا تعلق لاطینی زبان سے ہے، جس کے معنی ہیں جنسی خواہش پوری کرنا۔ Homosexuality کا مطلب ہے کسی شخص کا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اپنی ہی صنف کے کسی فرد کی طرف جنسی میلان رکھنا اور اس کے ذریعے اپنی شہوانی خواہش کی تکمیل کرنا۔ اسے اردو میں ہم جنسیت، ہم جنسی یا ہم جنس پرستی کہا جاتا ہے۔

ہم جنسیت۔فکر اور فلسفہ

فطرت نے تمام جان دار مخلوقات کو زندگی گزارنے کا ایک طریقہ ودیعت فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ ابتدائے آفرینش سے اسی متعین فطری طریقے پر عمل پیرا ہیں اور انھوں نے اس سے سرِمو انحراف نہیں کیا ہے۔ لیکن نوع انسانی کو چوں کہ شروع ہی سے ارادہ و اختیار کی آزادی حاصل ہے، اس لیے اس کے بعض افراد نے بسا اوقات زندگی کے رویّوں میں راہِ فطرت سے انحراف کی روش اپنائی ہے۔ یہ انحراف زندگی کے دیگر معاملات کے ساتھ قضائے شہوت کے معاملے میں بھی رہا ہے۔ تاریخِ انسانی کے بعض ادوار میں ایسے افراد پائے گئے ہیں

جو اپنی ہی صنف کے افراد سے جنسی خواہش پوری کرتے تھے، لیکن ایسے افراد کو ہر دور میں نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھا گیا اور ان کے عمل کو انتہائی مبغوض قرار دیا گیا، بلکہ اسے ذوقِ لطیف ہی پر بار تصور کیا گیا اور ہر ممکن طریقے سے اس کی حوصلہ شکنی کی جاتی رہی ہے۔ چنانچہ انیسویں صدی عیسوی تک دنیا کے تقریباً تمام ہی ملکوں میں اس عمل کو قابلِ تعزیر جرم سمجھا جاتا تھا، بلکہ بعض ملکوں میں اس کی سزا موت تھی۔

مغرب میں، وہاں کے مخصوص پس منظر میں، جب نام نہاد آزادی، مساوات اور بنیادی انسانی حقوق کی ہوا چلی تو اس کا اثر بہت سی سماجی قدروں پر پڑا اور ان کی بنیادیں متزلزل ہونے لگیں۔ کہا گیا کہ ہر انسان آزاد پیدا ہوا ہے، وہ اپنی مرضی کا مالک ہے، اس کے فکر اور عمل پر کسی طرح کی پابندی عائد کرنا اس کے حقِ آزادی کو پامال کرنا ہے اور اس کے کسی عمل کی بنیاد پر اس کے ساتھ دوسرے انسانوں سے مختلف معاملہ کرنا حقِ مساوات سے مغایر ہے۔ ہم جنس پرستی کو مغرب میں ایک عمل کے بجائے ایک رویّہ (Behaviour) قرار دیا گیا ہے اور اس کے لیے فلسفیانہ بنیادیں فراہم کی گئی ہیں۔

ہم جنسیت میں مبتلا افراد (Homosexuals) کے چار گروپ بنائے گئے ہیں:

۱- Lesbian : عورت، جو عورت کی طرف جنسی میلان رکھے۔

۲- Gay : مرد، جس کا مرد کی طرف جنسی میلان ہو۔

۳- Bisexual : وہ فرد (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) جس کا مرد اور عورت دونوں کی طرف میلان ہو۔ کس صنف کی طرف کتنا میلان ہے؟ اس کو ناپنے کے لیے ایک پیمانہ وضع کیا گیا، جس کو اس کے موجد کے نام پر Kinsey Scale کا نام دیا گیا۔

۴- Transgender : وہ شخص، جس میں مردانہ اور زنانہ، دونوں طرح کی خصوصیات ہوں۔ اسے مخنّث یا ہجڑا کہا جاتا ہے۔

ان چاروں گروپس کے مجموعے کو بہ طور مخفّف LGBT کہا جاتا ہے۔ ان میں شامل تمام افراد کو ایک جماعت (Community) قرار دیا گیا اور ان کے منحرف جنسی میلانات کو فطری قرار دیتے ہوئے ان کے حق میں تحریکیں چلائی گئیں اور قوانین وضع کیے گئے۔

مغرب کی مہم جوئی

ہم جنسیت کو عوام میں بھی گندہ اور گھناؤنا عمل سمجھا جاتا تھا اور ملکوں کے قوانین میں بھی اس پر سخت سزائیں مقرر کی گئی تھیں، اس لیے جو افراد اپنے منحرف رویّوں کی وجہ سے اس میں مبتلا تھے، وہ اس کے اظہار کی ہمّت نہ کر پاتے تھے، لیکن انیسویں صدی عیسوی کے اواخر سے اس کے حق میں فضا ہموار کی جانے لگی۔

سب سے پہلے مرحلے میں اس عمل کے ارتکاب کو قابلِ سزا جرائم کی فہرست سے نکالا گیا۔ چنانچہ بیسویں صدی عیسوی کے نصف اول میں متعدد مغربی ممالک کے قوانین میں ترمیم کی گئی اور اس عمل پر سزا ساقط کی گئی۔ دوسرے مرحلے میں LGBT گروپس نے عوامی سطح پر خود کو منظم کرنا شروع کیا۔ اس کے لیے انھوں نے متعینہ دنوں میں پبلک مقامات پر مظاہرے کیے، جنھیں Pride Parade کا نام دیا گیا اور کانفرنسیں منعقد کیں، جن کے ذریعے اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کی۔ پہلے ایسے افراد کو حکومتی، انتظامی اور فوجی مناصب کے لیے نااہل قرار دیا گیا تھا، لیکن ان کی منظم کوشش اور دباؤ کی بنا پر آہستہ آہستہ ان کے حقوق تسلیم کیے جانے لگے اور انھیں ہر منصب کے لیے اہل قرار دیا گیا۔ چنانچہ حکومت، فوج، عدلیہ، مقنّنہ اور انتظامیہ، ہر سیکٹر میں ایسے افراد ظاہر ہوئے، جنھوں نے اپنے ہم جنسیت پر عامل ہونے کا برملا اظہار کیا اور ذرا بھی خفّت نہیں محسوس کی۔ تیسرے مرحلے میں ایسے افراد کے لیے 'دائمی رفاقت کے قوانین' (Partnership Acts) منظور کیے گئے اور اجازت دی گئی کہ جس طرح مخالف صنفوں کے افراد (Hetrosexuals) رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوکر ایک جوڑے کی شکل میں رہتے اور مختلف سماجی اور تمدنی حقوق سے بہرہ ور ہوتے ہیں، اسی طرح ہم جنسیت پر عامل افراد بھی پارٹنر کی حیثیت سے خود کو رجسٹرڈ کراسکتے ہیں اور اس کی بنیاد پر ملکیت، وراثت، امیگریشن، ٹیکس اور سوشل سیکوریٹی کے حقوق حاصل کرسکتے ہیں۔ ایسے جوڑوں کو بچوں کو گود لینے (Adaption) کا بھی حق دیا گیا۔ اس طرح ہم جنسیت کے معاملے میں گزشتہ سو سال کی تاریخ بتاتی ہے کہ ؎

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا

ہندوستان کا حال

ہندوستان کا شمار بھی ایسے ممالک میں ہوتا ہے، جہاں زمانۂ قدیم سے ہم جنسیت کو قابلِ نفرت عمل سمجھا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ جب قوانین کی تدوین ہوئی تو اسے موجبِ تعزیر جرائم کی فہرست میں شامل کیا گیا۔ ۱۸۶۱ء میں تشکیل پانے والے تعزیراتِ ہند (Indian Penal Code) کی دفعہ ۳۷۷ میں ہم جنسیت کو ایک غیر قانونی فعل اور جرم قرار دیا گیا، جس پر دس سال قید کی سزا دی جاسکتی ہے۔

دنیا کے دیگر ممالک میں فضا بدلی تو اس کے اثرات ہندوستان پر بھی پڑنے لگے اور مختلف اطراف سے یہاں بھی ہم جنسیت کو جرائم کی فہرست سے خارج کرنے اور اسے قانونی جواز فراہم کرنے کی آوازیں اٹھنے لگیں۔ اقوام متحدہ (United Nations Organisation) کی جانب سے حکومتِ ہند سے اس دفعہ کے خاتمے کا مطالبہ کیا گیا، تاکہ HIV/AIDS کے خلاف لڑنے میں آسانی ہو۔ لاکمیشن آف انڈیا نے ۲۰۰۰ء میں اپنی ۱۷۲/ویں رپورٹ میں قانون کی اس دفعہ کو منسوخ کرنے کی سفارش کی۔ اس مہم میں تیزی اس وقت آئی جب ایک سماجی تنظیم ناز فاؤنڈیشن نے دسمبر ۲۰۰۲ء نے تعزیراتِ ہند کی مذکورہ دفعہ کو ختم کرنے کے لیے دہلی ہائی کورٹ میں مفاد عاملہ کی عرضی داخل کی۔ کورٹ نے ۲۰۰۴ء میں اس عرضی کو خارج کردیا تو اس کے خلاف فاؤنڈیشن نے سپریم کورٹ میں اپیل کی، جس پر اسے دوبارہ ہائی کورٹ میں لوٹا دیا گیا۔ اس کے بعد فیصلے پر اثر انداز ہونے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کی گئیں۔ ایک طرف مختلف طبقات کے بعض سربرآوردہ افراد کی طرف سے ہم جنسیت کی حمایت کی گئی، دوسری طرف حکومت کے مختلف وزراء نے وقتاً فوقتاً بیانات جاری کیے کہ اس دفعہ کو ختم کرنا حکومت کے زیر غور ہے اور اس پر رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔ تیسری طرف ملک کے بڑے شہروں مثلاً دہلی، بنگلور، کلکتہ، چنّئی، ممبئی وغیرہ میں Gay Pride Parade کے نام سے ہم جنسیت کے حامی افراد کے مظاہرے کرائے گئے۔ بالآخر ۲/جولائی ۲۰۰۹ء میں دہلی ہائی کورٹ نے IPC کی دفعہ ۳۷۷ کو غیر آئینی قرار

دیتے ہوئے ہم جنسیت کو قانونی جواز فراہم کر دیا۔

اس فیصلے سے ہم جنسیت کے حامی افراد میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ان کی سرگرمیاں مزید تیز ہوگئیں۔ Pink Page کے نام سے پہلا آن لائن LGBT Magazine شائع ہوا اور Bombay Dost کے نام سے Gay Magazine کا دوبارہ اجراء ہوا۔ مختلف ریاستوں میں LGBT Pride Parade کا انعقاد ہونے لگا۔ دوسری طرف ملک کی مختلف مذہبی تنظیموں اور سماجی اداروں نے مل کر ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کر دی۔ تقریباً ڈھائی سال مقدمہ کی سماعت کرنے اور اس کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۳ء کو سپریم کورٹ نے دہلی ہائی کورٹ کے فیصلے کو کالعدم کرتے ہوئے کہا کہ تعزیراتِ ہند کی مذکورہ دفعہ میں تبدیلی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس کے مطابق یہ خلافِ فطرت عمل قابلِ تعزیر جرم ہے۔ ساتھ ہی عدالتِ عالیہ نے یہ بھی کہا کہ قانون بنانا حکومت کا کام ہے۔ اگر وہ چاہے تو پارلیمنٹ سے قانون منظور کر کے اس دفعہ کو منسوخ کر سکتی ہے۔ اس فیصلے نے بحث و مباحثہ کا دروازہ کھول دیا ہے اور اس کے حق میں اور مخالفت میں دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔

کیا ہم جنسیت پر پابندی بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے؟

ہم جنسیت کے حامی بڑے زور شور سے یہ بات کہتے ہیں اور اسی کو دہلی ہائی کورٹ کے فاضل جج نے بھی دہرایا ہے کہ ہم جنس پرستی پر پابندی آزادی، عدم تفریق اور مساوات کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے، جن کی دستور ہند میں ضمانت دی گئی ہے۔ دستور کی دفعہ چودہ (۱۴) تمام افراد کے درمیان مساوات کو لازم کرتی ہے اور دفعہ اکیس (۲۱) ہر فرد کی ذاتی زندگی کو تحفظ فراہم کرتی ہے، جب کہ دفعہ پندرہ (۱۵) میں کہا گیا ہے کہ مذہب، نسل، ذات، جنس یا جائے پیدائش کی بنیاد پر کسی فرد کے معاملے میں تفریق نہیں برتی جائے گی۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس پابندی کو بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ متمدن انسانی سماج میں کسی فرد کو بے قید آزادی کی اجازت نہیں دی جا سکتی، بلکہ اسے سماج کی مسلّم قدروں اور

طے شدہ ضابطوں کی پابندی کرنی ہوگی، مثلاً کوئی شخص مادرزاد برہنہ ہوکر گھر سے باہر نکلنے اور پبلک مقامات میں جانے کو اپنا حق گردانے تو اس کی بات تسلیم نہیں کی جائے گی اور اسے اس حرکت سے روکا جائے گا۔ اس معاملے میں مساوات اور عدم تفریق کے حقوق کا حوالہ دینا بھی صحیح نہیں، اس لیے کہ جو شخص اس گھناؤنے عمل میں ملوّث ہو، اسے اس سے روکنے کے علاوہ، بہ حیثیت انسان جو بنیادی حقوق اسے ملنے چاہئیں، ان سے نہ اس کو محروم کیا جاتا ہے اور نہ اس کی انسانیت کی تحقیر و تذلیل کی جاتی ہے۔

باہم رضامندی کا غلط تصور

ایک بات یہ کہی جاتی ہے کہ اگر دو افراد آپسی رضامندی (Mutual Consent) سے ایک دوسرے سے جنسی لذت حاصل کررہے ہیں تو اس میں کسی دوسرے کا کیا جاتا ہے؟ یہ رضامندی دو الگ الگ صنفوں سے تعلق رکھنے والے افراد کے درمیان بھی ہوسکتی ہے اور ایک ہی صنف کے دو افراد کے درمیان بھی۔ جس طرح کسی مرد اور عورت کے درمیان باہم رضامندی سے جنسی تعلق (Consensual Sex) پر کوئی پابندی نہیں ہے اور اسے قابلِ تعزیر جرم نہیں سمجھا جاتا، اسی طرح اس صورت میں بھی اس کی اجازت ہونی چاہیے، جب دو مرد یا دو عورتیں باہم رضامندی سے اس فعل کو انجام دیں۔

کسی متمدن سماج میں باہم رضامندی کا یہ تصور قابلِ قبول نہیں ہے، بلکہ اسے سماجی نظم و ضبط کی کسوٹی پر پرکھا جائے گا اور یہ دیکھا جائے گا کہ اس کی وجہ سے نظامِ تمدن میں خلل تو نہیں پیدا ہورہا ہے اور سماج کا شیرازہ تو نہیں منتشر ہورہا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے رشوت کا لین دین دو افراد کی باہم رضامندی سے ہوتا ہے، لیکن اسے جرم سمجھا جاتا ہے اور پکڑے جانے پر سخت سزا دی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اسے اس کی اجازت دے دی جائے تو لوٹ کھسوٹ، بے ایمانی اور حقوق کی پامالی عام ہونے لگے گی اور پورا سماج فتنہ و فساد سے بھر جائے گا۔ اسی طرح جہیز کا لین دین عموماً باہم رضامندی سے ہوتا ہے، لیکن اسے سماج میں اچھا نہیں سمجھا جاتا اور اس سے باز رکھنے کے لیے مختلف قوانین وضع کیے گئے ہیں۔ اسی پر

دیگر سماجی برائیوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کسی برائی کو قانونی جواز فراہم کرنے کے لیے یہ دلیل کافی نہیں ہے کہ اسے دو افراد نے باہم رضامندی سے انجام دیا ہے۔

کیا یہ ذہنیت موروثی ہے؟

کہا جاتا ہے کہ اپنی ہی صنف کی طرف جنسی میلان (Sexual Orientation) موروثی (Genetic) اور خِلقی (Congenital) ہوتا ہے۔ اس کی تعیین دورانِ حمل، بلکہ استقرارِ حمل کے ابتدائی دنوں ہی میں ہوجاتی ہے۔ اس کے ذمے دار بعض جین (Gene) ہوتے ہیں، جو جسم انسانی میں پائے جاتے ہیں۔ وہی انسان کی عادات و اطوار اور ذہن و مزاج کی تشکیل کرتے ہیں۔ یہ بات کسی حد تک درست ہوسکتی ہے، لیکن یہ بھی ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ انسان کی زندگی کے تجربات اور اس کے ارد گرد کا ماحول اس کے جینیاتی کوڈ (Genetic Code) کے برتاؤ کو متاثر کرتا ہے اور بدلتے ماحول میں مختلف جین کبھی فعّالیت اور کبھی عدم فعّالیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

بالفرض اگر اس بات کو تسلیم کرلیا جائے تو بھی سماج کے تحفظ کے لیے اس ذہنیت کو پنپنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ بعض افراد میں جینس کے سبب ہی دہشت گردی یا خودکشی کے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ لیکن ان رجحانات کے حامل افراد کو نہ ان مجرمانہ افعال کی کھلے عام چھوٹ دی جاتی ہے اور نہ ان کا ارتکاب کرنے پر انھیں سزا سے مستثنیٰ کردیا جاتا ہے۔

نفسیاتی مرض

ہم جنسیت کے رجحان کو مغرب میں پہلے نفسیاتی امراض میں شمار کیا جاتا تھا۔ American Psychiatric Association نے ۱۹۵۲ء میں نفسیاتی امراض پر اپنا پہلا کتابچہ Diagnostic and Statistical Mannual of Mental Disorders کے نام سے شائع کیا تو اس میں ہم جنسیت کو بھی شامل کیا، لیکن جب اس پر تنقید کی جانے لگی تو بالآخر ۱۹۷۳ء میں اسے اس فہرست سے خارج کردیا۔ عالمی ادارۂ صحت (World Health

(Organisation) نے بھی ۱۹۷۷ء میں اپنی رپورٹ ICD-9 میں ہم جنسیت کو نفسیاتی مرض قرار دیا، لیکن ۱۹۹۰ء میں منعقد ہونے والی 43th World Health Assembly کی سفارش کے بعد ICD-10 میں اسے نفسیاتی امراض کی فہرست سے نکال دیا۔ یہی معاملہ چین میں روا رکھا گیا۔ Chinese Society of Psychiatry نے ۱۹۹۶ء میں ہم جنسیت کا شمار نفسیاتی امراض میں کیا، پھر پانچ سال کے بعد اسے اس فہرست سے خارج کر دیا۔ صاف محسوس ہوتا ہے کہ پہلے اسے نفسیاتی مرض تسلیم کرنا، پھر اس کا انکار کر دینا ہم جنسیت کے حامیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور ان کے معاملہ میں روز افزوں دباؤ کا نتیجہ تھا۔ ہم جنسیت کو مرض ہی کی حیثیت دی جانی چاہیے اور اگر اس کا رجحان بچپن ہی سے دکھائی دے تو اس کا شمار پیدائشی اور خِلقی امراض میں کرنا چاہیے۔

بعض بچے پیدائشی طور پر معذور ہوتے ہیں یا ان کے کسی عضو میں نقص ہوتا ہے، مثلاً کسی کے ہاتھ یا پیر میں چھ انگلیاں ہوتی ہیں، یا ہونٹ کٹا ہوتا ہے، یا سر غیر معمولی طور پر بڑا ہوتا ہے، یا ہارمونس کے عدم توازن کی وجہ سے جسمانی نشوونما معمول سے کم ہوتی ہے۔ ان صورتوں میں ان بچوں کو یوں ہی چھوڑ نہیں دیا جاتا کہ وہ تو ایسے ہی پیدا ہوئے ہیں، بلکہ ان کا علاج کر کے انھیں معمول کی زندگی گزارنے کے لائق بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر بعض افراد پیدائشی طور پر ہم جنسیت کی طرف میلان رکھتے ہوں تو ان کے اس رویہ کو خِلقی نقص (Congenital Abnormality) سمجھتے ہوئے اس کا علاج کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، نہ کہ ان کی اس ذہنیت کو پروان چڑھایا جائے اور اس کی حمایت میں قوانین وضع کیے جائیں۔

نظامِ فطرت سے بغاوت

ہم جنسیت نظامِ فطرت سے بغاوت اور اس کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ ابتدائے آفرینش سے کائنات کی تمام اشیاء میں 'زوجیت' کا قانون جاری و ساری ہے۔ نہ صرف حیوانات اور نباتات میں، بلکہ بے جان مادوں میں بھی یہ اصول کارفرما ہے۔ خود مادہ (Atom) کی بنیادی ترکیب میں منفی اور مثبت برقی توانائی پائی جاتی ہے۔ ذی حیات انواع

میں نر اور مادہ کا فرق فطرت نے بقائے نوع اور تناسل کے لیے رکھا ہے۔ دونوں کی یکجائی سے ان کی نسل چلتی ہے۔اس مقصد کی تکمیل کے لیےان کے درمیان کشش رکھی گئی ہے۔

نوعِ انسانی میں اسی مقصد کے لیے مرد اور عورت کی دو الگ الگ صنفیں بنائی گئی ہیں۔ ان کی جسمانی ساخت اور نفسیاتی ترکیب اس طرح رکھی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کی طرف کشش محسوس کرتے ہیں۔ ان کے درمیان جنسی تعلق کے نتیجے میں توالد وتناسل کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔اس تعلق میں جولذت رکھی گئی ہے وہ فطرت کے اس منشا کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے تحریک بھی فراہم کرتی ہےاوراس خدمت کا صلہ بھی ہے۔

جوشخص فطرت کی اس اسکیم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے ہی ہم جنس سے شہوانی لذت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ حقیقت میں فطرت سے جنگ کرتا ہے۔ یہ جنگ اس کی اور اس کے رفیق (P artner) کی جسمانی ساخت اورنفسیات دونوں پر برے اثرات ڈالتی ہے، اس لیے کہ وہ ان سے وہ کام لینا چاہتا ہے جس کے لیے انھیں بنایا ہی نہیں گیا ہے۔ اسی طرح ایسا شخص درحقیقت فطرت سے غدّاری کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس لیے کہ فطرت نے شہوانی لذت کونسل انسانی کے استمرار وتسلسل کی اہم خدمت کا ذریعہ بنایا ہے، جب کہ وہ اس خدمت کوانجام دیے بغیر لذت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

خاندان اورتمدّن کی پامالی

سماج کے بنائے گئے ضابطوں کے مطابق جب مرداورعورت اکٹھا ہوتے ہیں تو ان سے ایک خاندان تشکیل پاتا ہے، اولاد کی پیدائش اور پرورش ہوتی ہے، رشتے ناتے وجود میں آتے ہیں ،تمدن پروان چڑھتا ہے اورسماج کے تمام افرادا پنا اپنا کردار انجام دیتے ہیں۔لیکن ہم جنسیت سے خاندان کے ادارے پر کاری ضرب لگتی ہے۔ اس لیے کہ جس فطری طریقے سے خاندان کی تشکیل ہونی چاہیے، اس میں خلل پیدا ہوجا تا ہے۔ ہم جنسیت میں مبتلا شخص صنفِ مخالف سے نکاح کرکےنوعِ انسانی کےتسلسل کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری انجام دینے سے جی چراتا ہے اورخاندان وجود میں لانے اور اس کے متعلقہ افراد کی خدمت کرنے سے

راہِ فرار اختیار کرتا ہے۔ وہ تمدن کے تمام اداروں سے بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے، لیکن اسے ترقی دینے کے لیے کوئی ذمہ داری اپنے سر نہیں لیتا۔ ہم جنسیت کی حمایت گویا ادارۂ خاندان کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش اور نظامِ تمدن پر انتہائی مہلک وار ہے۔ اس کے نتیجے میں قوی اندیشہ ہے کہ سماج کے تانے بانے بکھر جائیں اور تمدّن کا شیرازہ منتشر ہوکر رہ جائے۔

ہم جنسیت کے حامی افراد کا مطالبہ ہے کہ انھیں آپس میں 'نکاح' کرنے کی اجازت دی جائے اور اس کے نتیجے میں انھیں وہ تمام سہولیات فراہم کی جائیں جو نکاح کے بندھن میں بندھنے کے بعد ایک جوڑے کو ملتی ہیں۔ اس مطالبہ کو تسلیم کرنے کا مطلب ادارۂ نکاح پر کاری ضرب لگانا اور اس کی اہمیت کو ختم کرنا ہے۔ بعض ممالک میں اس مطالبہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیا گیا ہے اور قانونی طور پر ان کے وہ تمام حقوق منظور کرلیے گئے ہیں جو نکاح کے بعد ایک جوڑے کو حاصل ہوتے ہیں۔ ان ممالک میں نکاح کی کوئی حیثیت نہیں رہ گئی ہے، سماجی زندگی میں انتشار برپا ہے، لوگ مالی اور مادی منفعتوں کی بنیاد پر اکٹھا ہوتے ہیں، اپنی شہوانی خواہشات پوری کرتے ہیں، جب تک چاہتے ہیں ساتھ رہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں الگ ہوجاتے ہیں۔ بے قید آزادی، خواہشاتِ نفس کی غلامی اور منفعت پرستی نے ان کے سماج کو حیوانات کے باڑے میں تبدیل کردیا ہے۔

صحتِ عامہ کو خطرہ

ہم جنسیت کا ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ اس سے صحتِ عامہ کو سنگین خطرات لاحق ہوجاتے ہیں۔ اس سے وہ لوگ تو جسمانی اور نفسیاتی طور پر متاثر ہوتے ہی ہیں جو اس فعلِ بد میں مبتلا ہوتے ہیں، ساتھ ہی اس کے بھیانک اثرات ان بہت سے افراد پر بھی پڑتے ہیں جو ان کے اردگرد رہتے ہیں یا ان کے رابطے میں آتے ہیں۔

گزشتہ صدی کی آٹھویں دہائی میں بعض مغربی ممالک میں ہونے والے سروے سے انکشاف ہوا ہے کہ ہم جنسیت میں مبتلا مردوں کی عمر کا اوسط پچاس سال سے کم ہے، جو کہ مجموعی آبادی کی اوسط عمر سے بیس سال کم ہے۔ ۲۰۰۲ء میں ہونے والے ایک سروے کا نتیجہ

دونوں کی عمروں میں تیس (۳۰) سال فرق کی صورت میں ظاہر ہوا۔

ہم جنسیت اپنے ساتھ بہت سے متعدّ ی اور غیر متعدّ ی امراض کا تحفہ لاتی ہے۔ ان کا شکار اس کے عادی مجرم خود بھی ہوتے ہیں اور وہ لوگ بھی ان کی لپیٹ میں آتے ہیں جو ان کے رابطے میں رہتے ہیں۔ مثلاً بواسیر دموی (Hemorrhoids)، انشقاق مقعد (Anal Fissure)، جراحتِ مقعدی مستقیمی (Anorectal Trauma)، سرطانِ مقعد (Anal Cancer)، آتشک (Syphilis)، سوزاک (Gonorrhoea)، التہاب کبد (Hepatitis B&C) اور دیگر بہت سی جنسی اور غیر جنسی بیماریاں۔

موجودہ دور میں ایڈز (AIDS) نے عالمی سطح پر ایک سنگین وبا کی صورت اختیار کرلی ہے۔ لاکھوں افراد اس کے نتیجے میں لقمۂ اجل بن چکے ہیں اور اس کے شکار افراد کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ میڈیکل سائنس کی غیر معمولی ترقی کے باوجود اب تک اس مہلک مرض کا کوئی شافی علاج دریافت نہیں ہوسکا ہے۔ سروے رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم جنسیت میں مبتلا افراد عام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ آسانی سے ایڈز کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا کے تمام ممالک میں ہم جنسیت میں مبتلا افراد کی جانب سے خون کا عطیہ (Blood Donation) قبول نہیں کیا جاتا۔

ایڈز کی روک تھام کے لیے اقوامِ متحدہ کی جانب سے دنیا کے تمام ممالک میں کچھ عرصے سے زبردست مہم جاری ہے اور مختلف تدابیر اختیار کی جارہی ہیں۔ ان کوششوں کے کچھ اثرات سامنے آئے ہیں اور اس سے متاثر ہونے والوں کی تعداد دن بہ دن کم ہورہی ہے، لیکن رپورٹس بتاتی ہیں کہ ہم جنسیت میں مبتلا مردوں میں HIV/AIDS کی موجودگی میں اضافہ ہورہا ہے۔ ایڈز کے کنٹرول کے لیے عالمی سطح پر سرگرم اقوامِ متحدہ کی تنظیم UNAIDS کی ۲۰۱۳ء کی رپورٹ میں صراحت سے کہا گیا ہے:

> "Although the incidence of HIV infection is declining in most regions of the world, the incidence among men who have sex with men appears to be rising in several places - including

in Asia, where this mode of transmission is a major contributor to the HIV epidemics of several countries. Globally, men who have sex with men are estimated to be 13 times more likely to be living with HIV than the general population".[۱]

''اگرچہ HIV سے متاثر ہونے کے واقعات میں دنیا کے بیش تر علاقوں میں برابر کمی آرہی ہے، لیکن بہت سے مقامات پر ہم جنسیت میں مبتلا مردوں کے اس مرض کا شکار ہونے کے واقعات میں برابر اضافہ ہورہا ہے، بالخصوص براعظم ایشیا میں، جہاں کے متعدد ممالک میں HIV کے وبائی صورت اختیار کرنے کا ایک بڑا سبب ہم جنسیت ہے۔ عالمی سطح پر دیکھا جائے تو جو مرد اپنی ہی جنس سے شہوانی تعلق قائم کرتے ہیں وہ عام آبادی کے مقابلے میں HIV سے تیرہ (۱۳) گنا زیادہ متاثر ہیں''۔

سرمایہ دارانہ استعمار کی سازش

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم جنسیت سماج کے لیے اتنی ہی خطرناک ہے اور انسانی آبادی پر اس کے اتنے بھیانک اثرات مرتب ہورہے ہیں تو پوری دنیا میں اسے کیوں بڑھاوا دیا جارہا ہے؟ سو (۱۰۰) سے زیادہ ممالک میں اسے قابلِ تعزیر جرائم کی فہرست سے خارج کردیا گیا ہے اور ہم جنسیت میں مبتلا افراد کے لیے سہولیات فراہم کرنے کی غرض سے قوانین وضع کیے جارہے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آج کل دنیا پر اصلاً سرمایہ داروں کی حکم رانی ہے۔ ان ہی کے اشارے پر ممالک کی پالیسیاں وضع کی جاتی ہیں۔ جن کاموں میں سرمایہ داروں کا فائدہ ہوتا ہے انھیں فروغ دیا جاتا ہے اور جن چیزوں میں جن کا فائدہ نہیں ہوتا ان کی ہمت شکنی کی جاتی ہے۔ ہم جنسیت نے موجودہ دور میں عالمی سطح پر بہت بڑی انڈسٹری کی شکل اختیار کرلی ہے۔ مختلف ممالک میں ہم جنسیت میں مبتلا افراد کے لیے مخصوص بڑے بڑے ہوٹل (Resorl) قائم کیے گئے ہیں، ان کے کلب (Gay clubs) چل رہے ہیں، بڑے پیمانے پر ان سے متعلق لٹریچر (Gay Literature) شائع ہورہا ہے، وقتاً فوقتاً ان کے مظاہرے اور ریلیاں

۱۔ AIDS by the numbers, P6

(LGBT Pride Parade) منعقد ہوتی ہیں، اسی طرح عیش و مستی کے دیگر پروگرام اور تقریبات ہوتی ہیں۔ اس میں سرمایہ داروں کا اربوں (Billions) ، کھربوں (Trillions) ڈالر کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ ہم جنسیت کو بڑھاوا ملے، تا کہ ان کا کاروبار چمکے اور ان کے سرمایہ میں اضافہ ہو۔

تمام مذاہب ہم جنسیت کے خلاف ہیں

ہم جنسیت کی انھی مضرتوں اور قباحتوں کی وجہ سے دنیا کے تمام مذاہب اس کی مخالفت کرتے ہیں اور اسے انسانیت کے خلاف جرم سمجھتے ہیں۔ یورپی ممالک میں اس وبا کے عام ہونے کی وجہ سے کلیساؤں سے تعلق رکھنے والے مذہبی پیشوا بھی اس کے اثرات سے محفوظ نہیں رہے ہیں، اس بنا پر عیسائیت کے پیروکاروں نے عملی طور پر اس کے معاملے میں کچھ نرمی دکھائی ہے، لیکن مذہبی طور پر اس میں بھی اس کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہندوستان کے تمام مذاہب: ہندو مت، جین مت، بدھ مت، سکھ مت وغیرہ بھی اس کے عدم جواز پر متفق ہیں۔

اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کے چھہتّر (۷۶) ممالک میں ہم جنسیت کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ ان میں سے بعض میں اس کی سزا موت ہے۔ ان میں سے بیش تر مسلم ممالک ہیں، یا ان کی آبادی کی اکثریت کسی دوسرے مذہب پر عمل پیرا ہے۔

ہم جنسیت کے بارے میں اسلام کا موقف بالکل واضح ہے۔ اس نے سخت الفاظ میں اس کی مذمت کی ہے، اس کی روک تھام کے لیے احتیاطی تدابیر اختیار کی ہیں اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے عبرت ناک سزا تجویز کی ہے۔ آئندہ سطور میں اس پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالی جائے گی۔

اسلام کا نظریۂ جنس

اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو جوڑے جوڑے بنایا ہے (ذاریات: ۴۹)۔ یہ 'قانونِ زوجیت' نباتات، حیوانات اور نوعِ انسانی میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے ہر نوع میں اضافہ ہو اور اس کی نسل پھلے پھولے۔

قرآن کریم میں ہے:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡأَزۡوَاجَ کُلَّھَا مِمَّا تُنۡبِتُ الۡأَرۡضُ وَمِنۡ أَنفُسِھِمۡ وَمِمَّا لَا یَعۡلَمُونَ۔ (یٰسٓ:۳٦)

پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے، خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوع انسانی) میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡأَرۡضِ جَعَلَ لَکُم مِّنۡ أَنفُسِکُمۡ أَزۡوَاجاً وَمِنَ الۡأَنۡعَامِ أَزۡوَاجاً یَذۡرَؤُکُمۡ فِیۡهِ۔ (الشوریٰ:۱۱)

آسمانوں اور زمین کا بنانے والا، جس نے تمہاری اپنی جنس سے تمھارے لیے جوڑے پیدا کیے اور اسی طرح جانوروں میں بھی (انہی کے ہم جنس) جوڑے بنائے اور اس طریقہ سے وہ تمھاری نسلیں پھیلاتا ہے۔

اسلام جنسی تعلق کا ایک مقصد جہاں یہ قرار دیتا ہے کہ اس سے زوجین ایک دوسرے سے سکون حاصل کریں اور ان کے درمیان محبت ومودت کی فضا قائم ہو، وہیں دوسرا اہم مقصد وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اس کے ذریعے اولاد کی پیدائش ہو اور نسل چلے۔ قرآن میں بیویوں کے ساتھ جنسی تعلق کے ذیل میں صاف الفاظ میں یہ دوسرا مقصد حاصل کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

بَاشِرُوھُنَّ وَابۡتَغُواۡ مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَکُمۡ۔ (البقرۃ:۱۸۷)

ان سے مباشرت کرو اور اللہ نے جو چیز تمھارے لیے لکھ رکھی ہے (یعنی اولاد) اس کو طلب کرو۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ زمخشریؒ نے لکھا ہے:

ای لا تباشروا لقضاء الشھوۃ وحدھا و لکن لابتغاء ما وضع اللہ له النکاح من التناسل [۱]

یعنی ان سے محض قضائے شہوت کے لیے مباشرت نہ کرو بلکہ اللہ نے نکاح کو جس لیے مشروع کیا ہے، یعنی تناسل، اس کو پیش نظر رکھو

[۱] الکشاف عن حقائق التنزیل، زمخشری، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱/۲۲۹۔ حضرت ابن عباسؓ، مجاہدؒ، عکرمہؒ، ضحاکؒ اور سدیؒ سے یہی تفسیر مروی ہے۔ دیگر مفسرین نے بھی یہی بات لکھی ہے۔ ملاحظہ کیجیے ماوردی، رازی، بیضاوی، ابن کثیر کی کتابوں میں مذکورہ آیت کی تفسیر

اور علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں:

''اس آیت سے اس بات پر دلالت ہوتی ہے کہ جنسی تعلق قائم کرنے والے کو چاہیے کہ اس کے ذریعے نسل کی حفاظت کا ارادہ کرے، نہ کہ صرف قضائے شہوت اس کے پیش نظر ہو۔ اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے اندر جماع کی خواہش ہماری نوع کی بقا کے لیے رکھی ہے، جس طرح اس نے ہمارے اندر کھانے کی خواہش ہمارے جسموں کی بقا کے لیے رکھی ہے''۔ ا؎

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُواْ حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُواْ لأَنفُسِكُمْ۔ (البقرۃ: ۲۲۳)

تمھاری عورتیں تمھاری کھیتیاں ہیں۔ تمھیں اختیار ہے، جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ، مگر اپنے مستقبل کی فکر کرو۔

آیت کے ٹکڑے (وَقَدِّمُواْ لأَنفُسِكُمْ) کے مفسرین نے متعدد مفہوم بیان کیے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں جنسی تعلق کے ذریعے اولاد اور نسل چاہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۲؎

قوم لوط سے عبرت پذیری

قرآن کریم میں گزشتہ قوموں میں سے ایک قوم کا تذکرہ کیا گیا ہے، جس کی طرف اللہ کے پیغمبر حضرت لوط علیہ السلام بھیجے گئے تھے۔ یہ قوم شرک اور بت پرستی کے علاوہ دیگر بہت سی برائیوں کا شکار تھی۔ اس کی سب سے بڑی برائی یہ تھی کہ وہ ہم جنسیت میں مبتلا تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اس کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی، برائیوں سے اجتناب کرنے کی تلقین کی، ساتھ ہی اس گھناؤنی برائی کی سخت ترین الفاظ میں مذمت کی اور اس کے برے انجام سے ڈرایا۔ انھوں نے فرمایا:

أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ

کیا تم ایسے بے حیا ہوگئے ہو کہ وہ فحش کام

ا؎ روح المعانی، آلوسی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۵ھ، ۱/ ۶۲۴

۲؎ ملاحظہ کیجیے زمخشری، بغوی، بیضاوی، ابن عطیہ، ابوحیان اور قرطبی کی کتابوں میں متعلقہ آیت کی تفسیر

مِّن الْعٰلَمِيْنَ۔ إِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۔ (الاعراف: ۸۰-۸۱)

کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا؟ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم بالکل ہی حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔

دوسری جگہ ان کی تنبیہ ان الفاظ میں مذکور ہے:

أَتَأْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُم بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ۔ (الشعرائ: ۱۶۵-۱۶۶)

کیا تم دنیا کی مخلوق میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو اور تمھاری بیویوں میں تمہارے رب نے تمھارے لیے جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہو؟ بلکہ تم لوگ تو حد سے ہی گزر گئے ہو۔

حضرت لوطؑ کی تنبیہ کا ان کی قوم پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ حسبِ سابق اس برائی میں لت پت رہی، بلکہ اسے اپنے درمیان حضرت لوطؑ کا وجود شاق گزرنے لگا، اس لیے کہ وہ برابر اس کی سرزنش کرتے رہتے تھے۔ اس نے طنز کرتے ہوئے کہا کہ ''یہ لوگ بڑے پاک باز بنتے ہیں، انھیں بستی سے نکال باہر کرو'' (النمل: ۵۶)

بال آخر جب ہزارہا تنبیہات کے باوجود ان پر کچھ اثر نہ ہوا، وہ اپنی روش سے باز نہ آئے اور ان پر حجت تمام ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آ گیا اور انھیں ان کے کرتوتوں کی پاداش میں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا گیا۔ ان پر عذاب کی تفصیل قرآن میں متعدد مقامات پر مذکور ہے۔ سورۂ ہود میں ہے:

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيْلٍ مَّنضُوْدٍ۔ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ۔ (ہود: ۸۲-۸۳)

پھر جب ہمارے فیصلہ کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اُس بستی کو تل پٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر تابڑتوڑ برسائے، جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا اور ظالموں سے یہ سزا کچھ دور نہیں ہے۔

قومِ لوط بحیرۂ مردار (Dead sea) کے جنوب مشرق میں سدوم، عمورہ، ادمہ،

ضبوئیم اور ضغر نامی شہروں میں آبادی تھی۔ ساحلِ سمندر پر یہ بڑا سرسبز وشاداب علاقہ تھا،لیکن عذابِ خداوندی کے نتیجے میں ایسا تباہ و برباد ہوا کہ سیکڑوں سال گزر جانے کے باوجود آج تک وہاں کی ویرانی اور نحوست ختم نہیں ہوئی۔مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ نے لکھا ہے:

''اردن کی وہ جانب جہاں آج بحرِ میت یا بحرِ لوط واقع ہے، یہی وہ جگہ ہے جس میں سدوم اور عمارہ کی بستیاں آباد تھیں۔ اس کے قریب بسنے والوں کا یہ اعتقاد ہے کہ پہلے یہ تمام حصہ، جو اب سمندر نظر آتا ہے، کسی زمانہ میں خشک زمین تھی اور اس پر شہر آباد تھے۔ سدوم وعمارہ کی آبادیاں اسی مقام پر تھیں۔ یہ مقام شروع سے سمندر نہیں تھا، بلکہ جب قوم لوط پر عذاب آیا اور اس سرزمین کا تختہ الٹ دیا گیا اور سخت زلزلے اور بھونچال آئے تب یہ زمین تقریباً چارسو میٹر سمندر سے نیچے چلی گئی اور پانی ابھر آیا۔ اسی لیے اس کا نام بحرمیت اور بحرلوط ہے''۔[۱]

آیت کے آخری ٹکڑے (وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ) کے مفسرین کرام نے دو مفہوم بیان کیے ہیں: ایک یہ کہ ہلاک ہونے والی یہ بستیاں اہل مکہ سے (جو ظلم کی روش پر قائم تھے) دوٗر نہیں ہیں۔ دوسرا مفہوم یہ کہ یہ قوم اپنے فعلِ بد کی وجہ سے جس انجام سے دوچار ہوئی، بعید نہیں کہ ویسا ہی انجام ہر اس قوم کا ہو، جو ان کے جیسا کام کرے۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

أی وما هذه النقمة ممّن تشبّه بهم فی ظلمهم ببعيد عنه۔[۲]	یعنی جولوگ قوم لوط کی جیسی غلط کاری میں ملوّث ہوں، ان کو بھی اسی طرح کی سزا ملنا بعید نہیں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے اس کی یہ تشریح مروی ہے:

إن المعنٰی وما عقوبتهم ممّن يعمل عملهم ببعيد۔[۳]	اس کا مطلب یہ ہے کہ جولوگ ان کے جیسا کام کریں گے، بعید نہیں کہ ان کو بھی یہی سزا ملے۔

علامہ بیضاویؒ فرماتے ہیں:

---

[۱] قصص القرآن، مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۲ئ، ۱/ ۵۹۵-۵۹۶، بہ حوالہ بستانی، ۹/ ۵۳

[۲] تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر، دارالحدیث القاہرۃ: ۱۴۲۶ھ، ۴/ ۳۵۱

[۳] روح المعانی، آلوسی، ۶/ ۳۰۱

وفیہ وعید لکل ظالم۔ ۱؎ اس میں ہر اس شخص کے لیے وعید ہے جو ایسا غلط کام کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنبیہات

اسلام میں ہم جنسیت کو کتنا شنیع عمل سمجھا گیا ہے، اس کا اندازہ درج ذیل احادیثِ نبوی سے بہ خوبی لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کا تذکرہ الگ الگ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ ان میں اس شخص کا بھی ذکر تھا جو ہم جنسیت میں مبتلا ہو۔ آپؐ نے فرمایا:

لعن اللہ من عمل عمل قوم لوط۔ ۲؎ اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے۔

حدیث میں ہے کہ آپؐ نے یہ جملہ تین بار دہرایا، جب کہ دیگر افراد کے سلسلے میں بارگاہِ الٰہی میں ان کے لعنت زدہ ہونے کا ذکر صرف ایک ایک مرتبہ فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ۔ ۳؎ اگر تم کسی شخص کو عملِ قوم لوط کرتے ہوئے دیکھو تو کرنے والے اور کروانے والے دونوں کو قتل کر دو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملِ قوم لوط انجام دینے والوں کے بارے میں فرمایا:

ارجموا الأعلی والأسفل ارجموھما جمیعاً ۴؎ جو شخص اوپر ہو اور جو نیچے، دونوں کو سنگسار کر دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۱؎ انوار التنزیل واسرار التاویل، بیضاوی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۸ھ، ۱/ ۴۶۵

۲؎ مسند احمد، ۱/ ۳۰۹، حدیث نمبر ۲۸۱۷، مستدرک حاکم، ۴/ ۳۵۶۔ جامع ترمذی (۱۴۵۶) میں یہ روایت ان الفاظ میں ہے: ملعون من عمل عمل قوم لوط۔

۳؎ سنن ابی داؤد: ۴۴۶۲، جامع ترمذی: ۱۴۵۶، سنن ابن ماجہ: ۲۵۶۱، مسند احمد، ۱/ ۳۰۰، حدیث نمبر ۲۷۲۷۔ علامہ البانی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

۴؎ سنن ابن ماجہ: ۲۵۶۲

لاینظر اللہ الی رجل أتی رجلاً أو امرأۃ فی الدبر۔ ا؎

اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں اٹھائے گا جو کسی مرد یا عورت کی پیچھے کی شرم گاہ سے اپنی شہوت پوری کرے۔

اسلامی شریعت اس معاملے میں اتنی حسّاس ہے کہ وہ اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتی کہ کوئی مرد کسی دوسرے مرد کا ستر دیکھے، اسی طرح کوئی عورت کسی دوسرے عورت کے ستر کی طرف نگاہ اٹھائے ، یا مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ، بے لباسی کی حالت میں ایک چادر اوڑھ کر لیٹیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لاینظر الرجل الی عورۃ الرجل ولا المرأۃ الی عورۃ المرأۃ ، ولا یفضی الرجل الی الرجل فی ثوب واحد، ولا تفضی المرأۃ الی المرأۃ فی الثوب الواحد۔ ۲؎

مرد دوسرے مرد کے قابلِ ستر حصے کو نہ دیکھے اور عورت دوسری عورت کے قابلِ ستر حصے کو نہ دیکھے اور مرد دوسرے مرد کے ساتھ (عریاں حالت میں) ایک چادر اوڑھ کر نہ لیٹے اور عورت دوسری عورت کے ساتھ (عریاں حالت میں) ایک چادر اوڑھ کر نہ لیٹے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے:

''قابلِ ستر حصے کو دیکھنے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ یہ چیز شہوت کو برانگیختہ کرتی ہے۔ بسا اوقات عورتوں کے درمیان آپس میں شہوانی جذبات بیدار ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح بسا اوقات مردوں کے درمیان بھی آپس میں شہوانی جذبات میں ہیجان پیدا ہوجاتا ہے۔ مرد کو مرد کے ساتھ اور عورت کو عورت کے ساتھ ایک چادر اوڑھ کر لیٹنے سے اس وجہ سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ اس سے شہوت اور جنسی خواہش کے برانگیختہ ہونے کا بہت زیادہ امکان ہے۔ اس سے اندیشہ ہے کہ سحاق (عورت کا عورت سے شہوانی تعلق) اور لواطت (مرد کا مرد سے شہوانی تعلق) کی طرف میلان ہوجائے''۔ ۳؎

فقہاء کا نقطۂ نظر

جمہور فقہاء کہتے ہیں کہ عملِ قومِ لوط کی وہی سزا ہے جو زنا کی ہے۔ شادی شدہ شخص

ا؎ جامع ترمذی، کتاب الرضاع، ۱۱۶۵

۲؎ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات، ۷۹۴

۳؎ حجۃ اللہ البالغۃ، شاہ ولی اللہ دہلوی، تحقیق ومراجعہ: سید سابق، دار الجیل بیروت، طبع اول ۱۴۲۶ھ، ۲/ ۱۹۴

کو رجم کیا جائے گا اور غیر شادی شدہ کو کوڑے لگائے جائیں گے۔ اس لیے کہ قرآن کریم میں زنا کو بھی فاحشہ کہا گیا ہے (بنی اسرائیل: ۳۲) اور عملِ قومِ لوط کو بھی (الاعراف: ۸۰)۔ البتہ اس کی تفصیلات میں ان کے درمیان اختلاف ہے:

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کو تعزیر کی جائے گی۔ صاحبین (قاضی ابویوسف اور امام محمد) فرماتے ہیں کہ اسے زنا کی سزا دی جائے گی، البتہ اگر وہ بار بار اس فعل بد کا ارتکاب کرے تو اسے قتل کردیا جائے گا۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ اس فعل کا مرتکب چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، اسے رجم کیا جائے گا۔ شوافع کے نزدیک ایسے شخص پر حدِ زنا جاری کی جائے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ ایسا شخص چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، اسے قتل کردیا جائے گا۔ امام احمدؒ کے نزدیک بھی اس پر حدِ زنا جاری ہوگی۔

یہی حکم سحاق کا بھی ہے۔ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورتوں کا ایک دوسرے سے شہوانی لذّت حاصل کرنا حرام ہے، البتہ ایسا کرنے والی عورتوں پر حد نہیں جاری ہوگی، بلکہ ان کی تعزیر کی ہوگی۔ [۱]

متمدّن سماج کی ذمہ داری

گزشتہ تفصیل سے واضح ہوا کہ ہم جنسیت کسی بھی سماج کے لیے سمِّ قاتل ہے۔ یہ انسانی فطرت سے بغاوت اور اس کے خلاف جنگ ہے۔ جو لوگ اس گھناؤنے فعل میں مبتلا رہتے ہیں، صرف وہی مہلک اور لاعلاج امراض کا شکار نہیں ہوتے، بلکہ اس سے صحتِ عامہ کے سنگین مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ مزید برآں اس سے خاندان کی بنیادیں متزلزل ہوجاتی ہیں اور تمدن کا شیرازہ منتشر ہونے لگتا ہے۔ اس لیے سماج کے سوچنے سمجھنے والے اور سنجیدہ افراد کی ذمہ داری ہے کہ اس سیلِ رواں پر بند باندھنے کی کوشش کریں۔ فرد کی ذاتی آزادی، مساوات اور عدمِ تفریق کے بنیادی حقوق کی دہائی دے کر اسے قانونی جواز نہیں فراہم کیا جاسکتا۔ یہ سرمایہ دارانہ استعمار کی منصوبہ بند سازش ہے، جسے سماج کی پاکیزگی قائم رکھنے کے لیے ناکام بنانا ضروری ہے۔ ☆☆☆

۱۔ الموسوعۃ الفقہیۃ، وزارت الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ کویت، ۲۴/۲۵۱-۲۵۲، ۵،۳/۳۴۰-۳۴۱